دریا پہ اٹھا شور علمدار علمدار
اے کربلا کے جعفرُ الطّیار علمدار
عباس عباس عباسِ علمدار

عباس تو ہے مذہبِ وفا کا پیمبر
عاشور کو تھا کشتیء اسلام کا لنگر
اس طرح لڑے دشت میں یاد آگئے حیدر
اب تک ہے زمانے میں وہ جھنکار علمدار

معصوم بھتیجی کا وہ معصوم بہشتی
کہنے لگا پانی بھی ہیں مظلوم بہشتی
جب مشک چھدی نہر پہ تھی دھوم بہشتی
ایسا نہ کوئی ہوگا وفادار علمدار

اے حضرتِ عباس اے سقّائے سکینہ
اُمّ البنیں کا چاند تو ہاشم کا نگینہ
روتے ہیں تیری لاش پہ سلطانِ مدینہ
مظلوم برادر کے مددگار علمدار

کیا خوب محبت میں محبت کی کشش تھی
غازی کو پسند آئی تھی بھائی کی غلامی
اک جان بچی تھی وہ بھی شبیر کو دے دی
اک گل تھا مگر لگتا تھا گلزار علمدار

یہ پرچمِ اسلام تو تصویر ہے تیری
مجلس کے چراغوں میں بھی تنویر ہے تیری
دریائے فرات آج تو جاگیر ہے تیری
حق والوں کی عزت کا تو حقدار علمدار

دریا کی ترائی پہ گرے ہاتھ کے ٹکڑے
اُس وقت ہی ٹوٹے تھے فلک سے دو ستارے
بھائی کی کمر جھک گئی عباس کے مارے
اب ٹوٹ گیا صبر کا مینار علمدار

لائے حسین خیمے میں ہر ایک کا لاشہ
کیا بات تھی عباس کو دریا پہ ہی چھوڑا
شرمندہ نہ ہو جائے جری اُس کا تھا صدمہ
خوددار شہ دین کے خوددار علمدار

دنیا میں غضنفر کا علم اونچا رہے گا
پرچم یہ علمدار کا تو اُڑتا رہے گا
دنیا کو ہمیشہ کے لئے کہتا رہے گا
محشر تلک حسین کی للکار علمدار

ہر جام کے ہمراہ تیرا نام ہے باقی
جس طرح ہر اک صبح کی اک شام ہے باقی
عباس تیرے نام سے اسلام ہے باقی
ایمان کی دھڑکن کا طلبگار علمدار

جو مانگنا ہے مؤمنوں عباس سے مانگو
مَنّت کی سواری لیئے دربار میں پہنچو
امید دلی سب کی یہاں پوری کیوں نہ ہو
جب نزدِ رب وسیلہ ہے سرکار علمدار

اب کرب و بلا آنا ہے عباس بلاؤ
تقدیر کے ماروں کو ذرا راہ دکھاؤ
دو گز زمین خاکِ شفا میں تو دلاؤ
کر دیجیئے شمشیر کو سرشار علمدار